سلام

غبارِ رہِ رفتگاں رہ گیا
تصور میں اک کارواں رہ گیا
بیاباں سے جنت بنی کربلا
مدینے میں خالی مکاں رہ گیا
جوابِ ستم دیکھ او حُرملہ
فقط ہنس کے اک بے زباں رہ گیا
مدینہ کہاں اور کہاں کربلا
کہاں کا مسافر کہاں رہ گیا
گناہوں سے حامدؔ کمر جھک گئی
ضعیفی میں بارِ گراں رہ گیا

انوکھی رہی دعوتِ نینوا
ارے تشنہ لب مہماں رہ گیا
نہ پھر باغِ زہراؑ میں آئی بہار
زمانے میں ذکرِ خزاں رہ گیا
یہ مانا خیامِ حرم جل گئے
ہمارے دلوں میں دھواں رہ گیا
ستاتی رہی لحنِ اکبرؑ کی یاد
اسیروں میں ذکرِ اذاں رہ گیا

سلام

شہیدِ نازِ جانانِ جہاں ہیں کربلا والے
خدا شاہد امامِ عاشقاں ہیں کربلا والے
دلوں میں جس جگہ حق ہے اُنہیں بھی بس وہیں ڈھونڈو
نگاہوں سے نہاں ہوکر عیاں ہیں کربلا والے
اِدھر بھی اک نظر اے زائرانِ کعبہ و طیبہ
یہاں کعبے کا قبلہ ہیں یہاں ہیں کربلا والے
شفاعت کیلئے کہتے پھریں گے لوگ محشر میں
کہاں ہیں کربلا والے کہاں ہیں کربلا والے
پکاری فوج تیور دیکھ کر عونؑ و محمدؑ کے
سبھی چھوٹے بڑے شیر ژیاں ہیں کربلا والے

مکینِ کائناتِ جاوداں ہیں کربلا والے
وہ ہے اک مختلف دنیا جہاں ہیں کربلا والے
جو لُٹ کر دشتِ غربت میں ہوئے تھے بے سروساماں
وہی سرمایہء باغِ جناں ہیں کربلا والے
زمانہ دشمنِ نام و نشاں ہے آج تک جن کا
وہی چشم و چراغِ آسماں ہیں کربلا والے
زمینِ کربلا اُس وقت اٹھ کر یہ پکارے گی
یہاں ہیں کربلا والے یہاں ہیں کربلا والے
علی اصغرؑ ہوں یا ابنِ مظاہرؑ جوش و جرات میں
سبھی فخرِ جوانانِ جہاں ہیں کربلا والے

سلام

جو ربطِ الفتِ نفسِ پیمبرؐ توڑ دیتے ہیں
ہم اپنے سارے رشتے انُ سے یکسر توڑ دیتے ہیں
اگر جھوٹے خدا چڑھ جاتے ہیں دیوارِ کعبہ پر
تو یہ دوشِ رسولِ حق پہ چڑھ کر توڑ دیتے ہیں
علم لہراتے ہیں جب توڑتے ہیں ہمتِ باطل
علم جب نصب کرتے ہیں تو پتھر توڑ دیتے ہیں
علی کا زور تلواروں پہ تکیہ کر نہیں سکتا
یہ تلواروں کو بھی میداں میں اکثر توڑ دیتے ہیں

کسی کی خودسری آگے علیؑ کے چل نہیں سکتی
جوانِ کے سامنے اٹھتا ہے وہ سر توڑ دیتے ہیں
کوئی کیا جانے اُنکے بازوؤں میں زور کیا ہوگا
جو اپنی انگلیوں سے بابِ خیبر توڑ دیتے ہیں
وہ بے ایمان پیاسے ہی مریں گے روزِ محشر بھی
عداوت کر کے ساقی سے جو ساغر توڑ دیتے ہیں
علیؑ کے سامنے ہے کیا حقیقت رشتہ داری کی
مسلماں جوڑ دیتے ہیں یہ بڑھ کر توڑ دیتے ہیں

سلام

تیری خلقت پہ خود خالق کی قدرت ناز کرتی ہے
شبِ اسریٰ تجھے پاکر نبوت ناز کرتی ہے
وہ خطبے بعد مرسل جو پڑھے تھے آج تک ان پر
فصاحت فخر کرتی ہے بلاغت ناز کرتی ہے
وہ فاقے ہوں کہ جو کی روٹیاں ہے شکرِ حق لب پر
یہی تو بس وہ منزل ہے کہ قدرت ناز کرتی ہے
ملک چوکھٹ پہ سر رکھیں نبیؐ تعظیم کو اٹھیں
لپٹ کر تیرے قدموں سے جلالت ناز کرتی ہے
جو تیری مدح میں اُترے وہ سورہ فخر کرتا ہے
جو تیری شان میں آئے وہ آیت ناز کرتی ہے
وہ مریم تھیں کہ جن کا فخر عصمت بن گئی لیکن
تری عصمت وہ ہے خود جس پہ عصمت ناز کرتی ہے

تیرا بیٹا قیامت تک رہیگا ساتھ قرآں کے
تری ھستی پہ احمدؐ کی شریعت ناز کرتی ہے
تری الفت مٹادیتی ہے سارا دفترِ عصیاں
شفاعت پر تری خالق کی رحمت ناز کرتی ہے
بچائی عزتِ دیں اسطرح سے تیرے بیٹوں نے
کہ جن پر آج تک ایماں کی قسمت ناز کرتی ہے
وہ جو کی روٹیاں پکی جو تیرے پاک ہاتھوں سے
پہنچ جاتی ہیں جنت تک تو جنت ناز کرتی ہے
یہ فطرت ہے کہ سب اپنے شرف پر فخر کرتے ہیں
ترے قدموں تک آ کے خود فضیلت ناز کرتی ہے